کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت کا جائزہ معاصر فتاویٰ جات کی روشنی میں

Credit card and it's shariah status in the light of contemporary fatawa's

Dr. Hafiza Bareera Hameed
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur:
bareera.hameed@gscwu.edu.pk

Mishal Sadiqa
M.Phil Scholer, Dept. of Islamic Studies,The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur:
mishal.sadiqabwp@gmail.com

Abstract
The world has got a standard of development up to an un surpassing level as compared to the previous ages. The modern technology has facilitated the people in every field of life. For peaceful and secured business, many modes of finance have been introduced. The Credit Card is one of them and has been utilized since the 20th century. It is a source of easy payment and shopping. It is obligatory upon a Muslim to know and follow the instructions of Sharia. For this purpose, the Credit Card, its Legitimacy, historical background and mode of utilization have been brought under discussion in the article under reference which will be a favorable endeavor for scholars.
Keywords: *Sharia, Credit Card, Legitimacy, Utilization, Modern Technology*

اس دنیا میں جب سے انسان موجود ہے کسب معاش کا عمل جاری ہے اور ایک ایسا نظام موجود ہے جن کے ذریعے سرمایہ کا لین دین ہو اور اشیاء ضرورت کا تبادلہ ہو۔ یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشی نظام میں سود کی شمولیت بہت پہلے سے ہو چکی ہے لیکن سترھویں صدی سے پہلے کبھی سود نظام معیشت کی بنیاد نہیں بنا لیکن سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ ہی سود کو معاشی نظام کے ساتھ جز کی حیثیت دی گئی اس لیے ایسی صورت وضع کی گئی جس میں ابتدائی مرحلہ میں سود نہ ہو اور ایک مخصوص مدت کے اندر قرض ادا کرنے کی صورت میں ٹیکس ادا نہ کرنا پڑے تاکہ قرض دینے

والے کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ زائد از ضرورت خریداری میں مبتلا ہو جائے۔ ایک طرف یہ بین الاقوامی ضرورت بن چکا ہے دوسری طرف مدت کے بعد رقم کی ادائیگی کی صورت میں ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے بظاہر طور پر اس میں مختلف شبہات پائے جاتے ہیں۔ اس مقالہ میں تفصیل سے اس مسئلہ کی نوعیت، اس کے پس منظر. اس سلسلہ میں شریعت اسلامی کے بنیادی تصورات نیز فقہی تطبیقات کا احاطہ کرتے ہوئے اس موضوع پر روشنی ڈالی جائے گی اور اس سے متعلق مختلف پہلوؤں کو واضح کیا جائے گا۔

کریڈٹ کارڈ کا تعارف

پلاسٹک کا بنا ہوا ۵۱. ۵ سینٹی میٹر سے ۸.۵ سینٹی میٹر یک کا ایک مستطیل ٹکرا جس پر حامل کا نام، تاریخ اصدار وانتہاء، کارڈ جاری کنندہ کا نام، اور حامل کارڈ کی ظاہری علامت (اگر موجود ہو تو) جلی حروف میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ کارڈ کی عالمی کمپنی اور بینک کی مخصوص علامت واضح طور پر پرنٹ ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی پشت پر بعض اہم معلومات درج ہوتی ہیں۔ جیسے کارڈ کی نوعیت، اس کا سیریل نمبر اور کارڈ ہولڈر کا شخصی نمبر، بینک اور کارڈ جاری کنندہ کی مہر اور کارڈ جاری کنندہ کا رابطہ اور پتہ اور کارڈ ہولڈر کے دستخط وغیرہ۔

ایک اور جگہ اس کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے: یہ پلاسٹک یا کسی دھات کا بنا ہوا ایک کارڈ ہے، جسے با آسانی اپنے پاس محفوظ رکھا جا سکتا ہے، اس پر کارڈ جاری کیے جانے کی تاریخ، اس کے ختم ہونے کی تاریخ، کارڈ کا مخصوص نمبر وغیرہ ایک خاص طریقے سے ابھرے ہوئے یا کندہ ہوتے ہیں، یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو جاری کرنے والا بینک کسی ایسے شخص یا ادارے کو جاری کرتا ہے جس کا بینک کے ساتھ اس کارڈ کے اجراء کے سلسلے میں معاہدہ ہوا ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر محمد عصیمی نے اس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے۔

تین اطراف کے درمیان عقد کے نتیجے میں وجود پانے والے ائتمان کی ادائیگی کا آلہ، جسے ایک تجارتی بینک جاری کرتا ہے، اس کے حامل کو بعض خاص عقود وخدمات کی سہولت فراہم کرتا ہے"۔[1]

---

[1] نذیر احمد، سودی اور اسلامی بینکاری، (کراچی: دارالافتا جامع فاروقیہ، 2018)، 58۔

بریٹانیکا انسائیکلوپیڈیا نے کریڈٹ کارڈ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

Small plastic card containing of identification such picture, on to card that it to an authorize charge account holder is as the a a means signature person named goods and services for which the billed periodical.[2]

کریڈٹ کارڈ پلاسٹک کا بنا ہوا چھوٹا کارڈ ہوتا ہے جس پر شناخت کے وسائل موجود ہوتے ہیں جیسا کہ دستخط کی آگاہی جو کہ اس پر موجود نام کے شخص کو اجازت دیتی ہے کہ کسی اکاؤنٹ کے خرچ پر اشیاء وخدمات حاصل کرنے میں کا حساب کارڈ ہولڈر کو وقتاً فوقتاً چکانا پڑتا ہے۔

کریڈٹ کارڈز تاریخی جائزہ

زمانہ قدیم سے انسان تجارتی معاملات میں لین دین کے مختلف وسائل و اسباب استعمال کرتا چلا آرہا ہے، ابتداء میں اشیاء کے تبادلے کو ادائیگی کا ذریعہ بنایا۔ چناں چہ اس وقت اشیاء کو اشیاء کے بدلے خریدا اور فروخت کیا جاتا تھا جسے بیع مضاربہ بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے آٹے کو کھجور کے بدلے، یا جو کے بدلے خریدا اور فروخت کیا جاتا تھا. پھر معدنیات کو مبادلات تجاریہ میں استعمال کیا جانے لگا، جیسے لوہا، پیتل وغیرہ، یہاں تک کہ اشیاء کو نقود کے طور پر سامنے لایا گیا، پہلے پہل کپڑے، نمک اور کھانے، پھر جواہر جیسے: سونا اور چاندی وغیرہ بطور نقود کے استعمال کیے جانے لگے۔"

"بعض حضرات نے اس کو یوں بیان کیا ہے: آخری زمانے میں جب کہ بینکوں کا وجود کثرت کے ساتھ ہوا اور عالمی سطح پر رابطوں کا سلسلہ بڑھا، ابتداء میں توبر تن بطور کرنسی استعمال ہوئے، پھر کپڑے، پھر نمک، پھر کھانے پینے کی چیزیں اور پھر سونے اور چاندی اور آخر میں سب سے مشہور وہ کرنسی نوٹ ہے، جو حکومت جاری کرتی ہے قطع نظر اس کے کہ اس کے پیچھے سونا چاندی ہے کہ نہیں، بلکہ در حقیقت اس کی اپنی اعتباری قوت پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور اس کے جاری کرنے والے ملک پر اعتماد کیا جاتا ہے، بس یہی کریڈٹ کا محور بن گیا۔ اس طرح جب بینکوں نے ترقی کی، جس کا

[2] Encyclopedia Britannica Ultimate. Reference, Chicago 2012, credit card, Vol 3: 240.))

اہم کام امانتوں کا قبول کرنا اور قرضوں کا مہیا کرنا ہے، تو اس میں ترقی پیدا ہوئی اور بجائے نقد رقوم کے منتقل کرنے کے چیک سسٹم متعارف ہوا اور پھر رفتہ رفتہ اس میں بھی ترقی ہوئی اور اس کی جگہ کریڈٹ کارڈ نے لے لی۔[3]

کریڈٹ کارڈ کا استعمال 1940ء سے یونائیٹڈ سٹیٹس سے اس وقت شروع ہوا جب کہ تیل کی کمپنیوں اور ہوٹلوں جیسی انفرادی پارٹیوں نے اسے اپنے گاہکوں کو کمپنی کی کی اشیاء خریدنے کے لیے جاری کیا۔ پہلا بین الاقوامی کریڈٹ کارڈ 1950ء میں ڈنرز کلب (Diner's Club) نے متنوع اسٹیبلشمنٹ کے استعمال کے لیے متعارف کروادیا۔

بعد میں بینک کریڈٹ کارڈ سسٹم متعارف کرایا گیا جس کے تحت بینک تاجر کے اکاؤنٹ کو خریداری سلپس وصول ہونے پر قرض دیتا ہے اور میعاد کے ختم ہونے پر اسے کارڈ ہولڈر سے چارج کرتا ہے جو تاجر یک مشت یا قسط وار بینک انٹرسٹ کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ قومی سطح پر سب سے پہلے کیلیفورنیا میں 1958ء میں بینک آف امیریکا نے بینک امیریکا کارڈ تمام ملک میں جاری کیا جو کہ لائسنس حاصل کرنے پر ۱۹۶۶ء میں باقی سٹیٹس میں بھی جاری کیا گیا اور 1976-77 میں اسے ویزا (Visa) کا نام دیا گیا۔ کریڈٹ کارڈ کی بڑھتی ہوئی ترقی کی وجہ سے کریڈٹ نٹورکس نے اسے قومی اور بین الاقوامی خریداری کی سطح بنادیا۔ اس طرح یہ سسٹم دنیا کے تمام اطراف میں پھیل گیا۔[4]

کریڈٹ کارڈ کی اقسام

کریڈٹ کارڈ ہماری روزمرہ کی خریداریوں اور معاملات کو آسان بنانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ کارڈ بینک یا مالی ادارے کی طرف سے دیا جاتا ہے اور آپ کو خریداری کیلئے آگاہ کرتا ہے جبکہ آپ کو معمولی مدت کے لئے قرضہ بھی فراہم کرتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ کی اب تک پانچ اقسام وجود میں آئی ہیں:

1-عام کارڈ، یا سلور کارڈ

اس میں صاحب کارڈ کو کارڈ جاری کرنے والے کی طرف سے ایک بڑی حد سے

---

[3] علامہ محمد امین، ردالمختار (کراچی: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2012ء)، 501/4۔

[4] ابو زید، بکر بن عبداللہ ، بطاقته الائمان، (سعودیه: اداره اسلامیه، 1885ء)5/4۔

اوپر قرض لینے کی اجازت نہیں ہوتی، مثلا: دس ہزار ریال سعودی (یا دس ہزار ڈالر)۔

2- ممتاز کارڈ، یا گولڈن کارڈ

اس میں حامل کارڈ کو ایک بڑی حد سے اوپر قرض لینے کی اجازت ہوتی ہے، اور کبھی تو اس میں شرح رقم کا تعین ہی نہیں ہوتا ہے، جیسے امریکن ایکسپریس گولڈن کارڈ۔

(Premium Card).3

پلاسٹک کارڈ کھاتے دار کی مالی حیثیت اور بینک کے اس پر اعتماد کے حساب سے اس کارڈ کی کچھ اضافی خصوصیات اور امتیازات ہیں، مثلاً: یہ کار معمولی قرض اور بھاری قرض دینے، حادثات کے خلاف انشورنس، اس کے غائب ہونے کی صورت پر مفت بدل دینے، ہوٹلوں میں اور کرایہ پر گاڑیاں لینے میں ڈسکاؤنٹ کرنے، نیز بغیر کمیشن کے سیاحتی چیک دینے پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی مثالیں ویزا، ماسٹر کارڈ، امریکن ایکسپریس ہیں، اس وقت زیادہ رائج ہیں۔

4- گولڈ کارڈ

یہ کریڈٹ کارڈ کی ہی ایک قسم ہے، جو زیادہ معمول کسٹمرز کو لاکھوں روپے کی خریداری وغیرہ کی سہولت مہیا کرتا ہے۔

5۔ کوبرانڈیڈ کارڈ(**Co-branded Card**)

بینک اس کارڈ کو کسی اور مالیاتی ادارے کے باہمی اشتراک کی صورت میں ایشو کرتا ہے، یہ کریڈٹ کارڈ کی طرح ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ پر لیے جانے جانے مختلف ٹیکس اور فیس کا شرعی حکم کچھ علماء کریڈٹ کارڈ کو ربا (سود) کے وجہ سے حرام سمجھتے ہیں، کیونکہ یہ ایک قرض کی صورت میں ربا کا عنصر شامل کرتا ہے۔ ان کے نظریات کے مطابق، جب آپ کریڈٹ کارڈ کا استعمال کرتے ہیں تو بنک آپ کو رقم فراہم کرتا ہے جو آپ کو بعد میں ادا کرنی ہوتی ہے، اور اس میں سود کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر یہ فیس حقیقتاً خدمت کی قیمت کو متاثر نہیں کرتی بلکہ بنک کو

صرف منافع پہنچاتی ہے تو یہ جائز ہو سکتی ہے۔ کریڈٹ کارڈ پر لیے جانے والے مختلف ٹیکس اور فیس کے شرعی حکم کا تفصیلی جائزہ مندرجہ ذیل ہے:

- **کارڈ جاری کنندہ کا تجار سے وصول کیا جانے والا کمیشن**

کارڈ جاری کنندہ ان تمام تاجروں اور لوگوں سے مخصوص مقدار میں کمیشن لیتا ہے جو اس کے جاری کیے ہوئے کارڈ کو قبول کر کے صارفین کو اشیاء فروخت کرتے ہیں، یا کسی طرح کی خدمت و سہولت فراہم کرتے ہیں، بینک، یا کارڈ جاری کنندہ اسے گاہک فراہم کرنے اور کارڈ چیک کرنے والی مشین نصب کرنے اور دیگر متعلق امور انجام دینے کیا جرت قرار دیتا ہے۔

- **دوسرے بینگ یا طے شدہ کرنسی کے علاوہ سے خریداری کی فیس**

یہ اس وقت وصول کی جاتی ہے، جب صارف اپنے کارڈ کے ذریعے ایسے بنک کی برانچ سے نقدی حاصل کرے جو مثلاً ویزا کمپنی کے واسطے سے کام کرتا ہو، یا کوئی خریداری وغیرہ کی ہو، تو کارڈ جاری کرنے والا بینک اس دین کی ادائیگی کرتا ہے بایں طور پر کہ بنک اپنے صارف کو قرضہ دیتا ہے لوکل بینک میں وہ رقم جمع کروا دیتا ہے، یا اس لوکل بینک کو ادائیگی کرتا ہے، جس میں صارف کا اکاؤنٹ ہوتا ہے، پھر وہ اسے باہر والی برانچ منتقل کرتا ہے، لہذا بینک اس عمل پر آنے والی لاگت وصول کرتا ہے، اسے صرف (Exchange) بھی کہتے ہیں، گویا وہ اپنی نقدی جو دینار ہے صارف کو ڈالر کے بدلے فروخت کرتا ہے، پھر اپنے صارف کے دین کی (خارج بلد میں) ڈالر میں ادائیگی کرتا ہے۔"

غرض اگر کارڈ جاری کرتے وقت فریقین میں ڈالر کے ذریعے معاملات انجام دینا طے پا گئے تھے، یا دینار کے ذریعے، اگر دینار متعین و مقرر ہوئے تھے اور صارف نے ڈالر میں خریداری کی، تو کارڈ جاری کنندہ بل کے حساب کو ڈالر سے دینار میں بدل دے گا، اور اس بدلنے میں قیمت کے اعتبار سے جو فرق آتا ہے اسے وصول کرے گا۔ بعض بینک خریداری والے دن کی قیمت کے اعتبار سے کرنسی چینجنگ (Changing) کرتے ہیں، جب کہ بعض دوسرے بینک صارف کی طرف سے ادائیگی والے دن کے ریٹ کے مطابق کرنسی کے تبادلے کو اختیار کرتے ہیں۔

بعض بینک کرنسی کے اس تبادلے کے مقابلے میں مزید فیس وصول کرتے ہیں، اس صورت میں گویا بینک صارف سے دو دفع نفع حاصل کرتا ہے، خریداری اور فروختگی کے وقت کرنسی کے تبادلے میں جو فرق آتا ہے، ایک وہ اور دوسرا اس تبادلے کے عمل پر فیس کی وصولی۔[5]

- **ادائیگی رقم کے خارجی روابط کی فیس**

ویزا انٹرنیشنل کے واسطے سے دیگر بینکوں سے حاصل کیے گئے کارڈ کے ذریعے صارف اگر کسی دوسرے بینک سے کیش نکلوائے، تو رقم کے حصول کی سہولت فراہم کرنے والا بینک ایک مخصوص مقدار کی رقم لیتا ہے۔

- **قسط وار ادائیگی کی سہولت فراہم کرنے کی فیس**

کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے بعض ادارے کارڈ ہولڈر کو کی گئی خریداریوں کی ادائیگی ماہانہ قسطوں کی شکل میں کرنے کی سہولت فراہم کرتے ہیں، اور اس کے بدلے بھی فیس وصول کی جاتی ہے۔

بعض اوقات حامل کارڈ لازم شدہ رقم کی ادائیگی بروقت نہیں کر پاتا ہے، تو دی گئی مہلت کی مدت پوری ہو جانے پر کی جانے والی تاخیر پر جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کارڈ کمپنیوں کی طرف سے صارف کو ادائیگی میں کچھ دنوں کی مہلت کی جو سہولت فراہم کی جاتی ہے، وہ علی الاطلاق نہیں، اس لیے کہ بہت سارے کارڈوں میں صارف کے لیے ضروری ہے کہ بل کی وصولیابی پر ادائیگی کر دے۔[6]

- **کارڈ پر لیے جانے والے مختلف فیسوں کمیشن اور ٹیکس کا حکم**

کارڈ جاری کنندہ بینک اور کمپنیاں مختلف مراحل میں فیس کمیشن اور ٹیکس کے نام پر مالی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ذیل میں اس طرح کی فیسوں کمیشن اور ٹیکس کے حکم کو بیان کیا جائے گا۔ کارڈ کے اجراء، تجدید اور بوقت ضرورت تبدیلی

---

[5] ابو زید، بکر بن عبداللہ ، بطاقته، الائمان (سعودیه: اداره 5 اسلامیه ، 1885ء) ,629۔

[6] نذیر احمد، سودی اور اسلامی بینکاری، 123۔

پر بینک یا کارڈ جاری کنندہ کی طرف سے لی جانے والی فیس کے جواز و عدم جواز کے بارے میں معاصر علماء کا اختلاف ہے۔

1-پہلی رائے

ان فیسوں کا لینا جائز ہے۔ اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں مفتی محمد تقی عثمانی، مدظلہ ڈاکٹر محمد عبد العلیم عمر، شیخ ابراہیم فاضل الدبو، ڈاکٹر عبد الوہاب ابو سلیمان عبد اللہ بن منیع ،ڈاکٹر وہبہ زحیلی، ڈاکٹر محمد محروس اعظمی عراقی، پروفیسر صدیق محمد امین ضریر وغیرہ شامل ہیں۔

- **مجوزین حضرات کا استدلال**

مجوزین حضرات کا کہنا ہے کہ اس فیس کا لینا جائز ہے کیوں کہ یہ فیس ان خدمات کی ہے جو کارڈ جاری کنند و حامل بطاقہ کے لیے انجام دیتا ہے۔ یعنی کارڈ جاری کرنا، اس کی تجدید کرنا، اس کے حسابات بھیجنا، اس کام کے لیے عملہ رکھا جاتا ہے، مشینیں نصب کی جاتی ہیں، کمپیوٹر اور اس پر کام کرنے والا عملہ رکھا جاتا ہے۔ ہر آدمی تک کارڈ اور اس کے متعلق حسابات بذریعہ ڈاک بھیجے جاتے ہیں، ان کے اخراجات برداشت کیے جاتے ہیں۔ کسی کا کارڈ گم ہو جائے یا خراب ہو جائے تو اطلاع پر سابقہ کارڈ کینسل کر کے نئے کارڈ کا اجراء ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار انتظامی مسائل ہیں، تو لہذا ان خدمات کے عوض شروع میں اور سالانہ کچھ فیس وصول کی جاتی ہے۔ شروع میں جو فیس وصول کی جاتی ہے اس کی مقدار عموماً زیادہ ہوتی ہے۔ سالانہ جو وصول کی جاتی ہے اس کی مقدار کم ہوتی ہے۔ شروع میں اس لیے زیادہ ہوتی ہے کہ پورا حساب کھولنا پڑتا ہے، اکاؤنٹ کھولنا ہوتا ہے۔ کارڈ جاری کرنے کے لیے مختلف قسم کی کاروائیاں ہوتی ہیں، پھر سالانہ فیس لی جاتی ہے اور ہر سال تجدید کی فیس لی جاتی ہے تو ان فیسوں کو لینا یا دینا ناجائز نہیں ہو گا۔ کیوں کہ اس میں عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں، یہ قرض کے اوپر زیادتی نہیں، بلکہ حقیقی طور پر خدمات موجود ہیں۔ لہذا ان فیسوں کو ان خدمات کے مقابل قرار دیا جائے گا۔

ان حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس فیس کا قرض کے حقیقی اور عملی معاملہ سے کوئی تعلق نہیں، بایں طور سے کہ اگر ایک شخص نے کارڈ جاری کروایا اور پورے سال میں ایک دفعہ بھی معاملہ نہیں کیا تو پھر بھی اسے فیس ادا کرنی ہوگی، خواہ بینک کو قرض نہ دینا پڑا ہو اور حامل بطاقہ کو قرض نہ لینا پڑا ہو، اس سے کوئی تعلق نہیں، اس کی تین وجوہات ہیں:

1-ایک اس وجہ سے تعلق نہیں کہ اگر قرض نہیں لے گا تب بھی فیس دینی ہوگی۔

2- دوسرا اس وجہ سے نہیں کہ قرض کی رقم سے اس کا کوئی تعلق وارتباط نہیں ہوتا، کیوں کہ کسی نے دس روپیہ کا سامان خریدا ہو یا دس لاکھ کا، دونوں سے فیس یکساں لی جاتی ہے

3- تیسری وجہ یہ ہے کہ شرح سود جو متعارف ہوتی ہے اس کا بھی کوئی جوڑ نہیں، بلکہ یہ ایک کم رقم ہوتی ہے جو شروع میں وصول کی جاتی ہے، پھر سالانہ وصول کی جاتی ہے، الہذا جب تعلق نہیں اور نہ ہی یہ ضمان کی اجرت میں سے ہے، تو پھر یہ فیس ان خدمات کی ہے جو کارڈ جاری کنندہ کارڈ ہولڈر کے لیے انجام دیتا ہے۔[7]

2۔دوسری رائے

اس رائے میں تفصیل ہے، بایں طور کہ فیسوں کی مختلف اقسام ہیں:

1 انتظامی امور کے حقیقی اخراجات اور چارجز، یہ دو شرطوں کے ساتھ جائز ہیں:

(الف)- یہ اخراجات اور چارجز امور محرمہ انشورنس وغیرہ کے نہ ہوں۔

(ب)- بہت باریک بینی اور انصاف کے ساتھ ان کو مقرر کیا گیا ہو۔

2- کفالت اور حمان کی فیس، ان کا لینا جائز نہیں۔

3-کارڈ ہولڈر کے لیے انجام دی جانے والی خدمات کی اجرت وفیس، یہ فیس درحقیقت کفالت اور ضمان کے تابع ہے، اس لیے ان کا لینا جائز نہیں، التابع تابع" اس فقہی قاعدہ کے پیش نظر ان خدمات کی فیس کا وہی حکم ہے جو مہمان کی فیس کا ہے، ایک دوسرا فقہی قاعدہ:

---

[7] رفیق، مصری بطاقاته الایمان ، مجمع الفقه الا اسلامی (سعودیه اداره اسلامیه ، 1885ء)، 101۔

"إذا اجتَمَع الحلالُ والحرامُ غُلِّبَ جانب الحرامُ"[8]

"جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرمت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔"

"کے پیش نظر بھی اس کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ حرمت اور مطلقاً جواز کے درمیان کی راہ ڈاکٹر صالح بن فوزان نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ حرمت اور مطلقاً جواز کے درمیان کی راہ ہے، مجوزین حضرات میں سے بہت ساروں کی مراد بھی یہی ہے۔ بینک دیگر جائز فیسوں سے کمی کو پورا کر سکتے ہیں، بعض مروجہ اسلامی بینک ان فیسوں میں کمی کرتے ہیں۔ اس میں بہ شرعی محظور لازم آتا ہے، اس لیے کہ فیس کے سلسلہ میں حقیقی اخراجات کو نہیں دیکھا جاتا ہے، بلکہ کسٹم کی مالی حیثیت کو دیکھا جاتا ہے اور اس کا تعلق کفالت وضمان سے ہے، گویا بینک کمر پر اعتماد کی وجہ سے فیس میں کمی کرتا ہے۔ بایں طور سے کہ کسٹمر کی طرف سے کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑا، یا پڑے گا۔ جس کی وجہ سے یہ سہولت دی گئی، بہتر یہ ہے کہ حقیقی اخراجات سب کسٹمرز کے ایک جیسے ہیں تو پھر فیس بھی ایک جیسی ہونی چاہیے۔"

تیسری رائے

تیسری رائے یہ ہے کہ ان فیسوں کا لینا ناجائز اور حرام ہے، اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں ڈاکٹر بکر بن عبد اللہ، ابو زید، ڈاکٹر محمد قری بن عید شیخ، محمد مختار سلامی، شیخ عبد اللہ بن سید علی سالوس شیخ حمادی، مفتی حبیب اللہ قاسمی،، مفتی اللطیف پالنپوری، مولانا ابو سفیان مفتاحی، مولانا تنظیم عالم قاسمی، مولانا قاضی عبد الجلیل، مولانا محمد اعظم ندوی اور مولانا رحمت اللہ ندوی وغیرہ شامل ہیں۔[9]

- **قائلین عدم جواز کا استدلال**

---

[8] جلال الدین عبد الرحمن السیوطی ،الاشباء والنظائر (کراچی دار الطب العلمیه 1983) ،105۔

[9] اعجاز احمد، اسلامی وسودی بینکاری، 141۔

"عدم جواز و حرمت کے قائلین کا کہنا ہے کہ ضمان و کفالت پر اجرت لینا یقینی طور سے حرام ہے، جب شریعت اسلامی نے سود کو حرام قرار دیا ہے تو پھر کفالت پر اجرت لینا بطریق اولی حرام ہو گا، یہ اکل بالباطل ہے کہ حرام طریقے سے لوگوں کے اموال کھانے کا ایک ذریعہ اور سبب ہے، یہ واضح ہے کہ کفالت وضمان عقود تبرع میں سے ہے نہ کہ عقود مالیہ میں سے، کیوں کہ کفالت تو صرف اللہ کے لیے کی جاتی ہے۔

- **بینک کا تاجروں سے کمیشن لینے کا حکم**

بینک اور کارڈ جاری کنندہ کمپنی تاجروں سے مبیعات کی فروختگی کی رقم وقیمت پر جو کمیشن لیتے ہیں اس کے جواز وعدم جواز کے بارے میں دو رائے ہیں۔

پہلی رائے

بینک کے لیے تاجروں سے کمیشن لینا جائز ہے، اس رائے کو اختیار کرنے والے حضرات میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ،ڈاکٹر نزیہ حماد ڈاکٹر عبد الوہاب ابو سلمان شیخ، محمد مختار سلامی وغیرہ شامل ہے۔

- **وجہ جواز**

مجوزین حضرات کا یہ کہنا ہے کہ یہ کمیشن ان خدمات کے بدلہ میں ہے جو بینک فراہم کرتا ہے، مثلاً: تاجر کے نام کا اعلان کرنا ہے کہ وہ بطاقہ قبول کرتا ہے، اس کے ٹیلی فونک رابطہ اور کارڈ چیک کرنے والی مشین کی فراہمی اور اس کے ساتھ رابطہ وغیرہ پر آنے والے مصارف کا تحمل کرتا ہے۔

یہ کمیشن ان اضافی خدمات کے مقابلہ میں ہے جو بینک تاجر کو فراہم کرتا ہے۔ تاجر کو گاہک کی طرف سے اعلیٰ درجے کا اعتماد فراہم کرتا ہے اور پھر ان کا دین وصول کرتا ہے اس طرح بینک تاجروں کی مدد کرتا ہے کہ ان کے ناموں کو کارڈ کے ذریعہ معاملات انجام دینے والی لسٹ میں شمار کر کے شائع کرتا ہے۔ مفتی محمد تقی عثمانی کی رائے:

"تاجر سے جو کمیشن لیا جاتا ہے جو کریڈٹ کارڈ کی اصل آمدنی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بارے میں شبہ ہوتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں جیسے بل آف ایکسچینج کو ڈسکاؤنٹ کریں تو اس کی فقہی تخریج یہ ہے کہ اس کے ذریعہ تاجر کو اچھے اچھے گاہک

فراہم کیے جاتے ہیں، کارڈ ہولڈران مخصوص تاجروں کے علاوہ کہیں اور سے خریداری نہیں کرتے اگر اس کے پاس یہ سہولت نہ ہو تو لوگ (صرف کارڈ ہولڈر) اس کے پاس خریداری کے لیے نہیں آئیں گے تو اس کو بہتر سے بہتر گاہک فراہم کرنے کی سہولت دی جارہی ہے یہ بعینہ سمرہ تو نہیں، لیکن سمرہ سے مشابہ ہے۔ لہذا اس اجرت کو سود نہیں کہا جاتا اس کی تخریج میری نظر میں یہ ہے کہ یہ سمرہ سے مشابہ عمل کی اجرت ہے کہ وہ اس کے پاس اچھے گاہک لے کر آتا ہے۔ نیز تاجر کے لیے کچھ دوسری خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔ مثلاً مشین وغیرہ، اس کے لیے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اس میں تاخیر کی صورت میں جو زیادہ رقم وصول کی جاتی ہے، اس کے جواز کا کوئی راستہ نہیں۔"

فتی شوکت صاحب نے بھی "بطاقات الائتمان البنكية في الفقه الإسلامي" میں بینک کی طرف سے فراہم کی جانے والی مختلف نوعیت کی خدمت کے پیش نظر جواز کے قول کو ترجیح دی ہے۔[10]

دوسری رائے بینک کا تاجروں سے کمیشن لینے کے بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ کارڈ جاری کنندہ بینک کا تاجروں سے کمیشن لینا ناجائز اور حرام ہے، اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں ڈاکٹر کرابوزید، ڈاکٹر عبد الستار ابوغدہ اور ڈاکٹر ابراہیم الدبو وغیرہ حضرات شامل ہیں۔

- **عدم جواز کی وجہ**

ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ بڑی حد تک بل آف ایکسچینج کے ڈسکاؤنٹ کے مشابہ ہے، اس لیے کہ تاجر کارڈ جاری کنندہ بینک کو کارڈ ہولدر کے دستخط شدہ بل دے دیتا ہے اور یہ بمنزلہ دین کے چیک کے ہے اور بینک تاجر کو بل پر لکھی ہوئی رقم کی مقدار سے کچھ کم (تقریبا ایک سے آٹھ فیصد تک) ادا کرتا ہے اور یہ غیر مدیون کو حقیقی قیمت سے کم پر دین کی فروختگی کی قبیل سے ہے اور وہ ربا یعنی سود ہے۔

---

[10] اعجاز احمد، اسلامی و سودی بینکاری، 234۔

ڈاکٹر محمد علی قری کہتے ہیں کہ اس احتمال کو بعض کارڈ جاری کنندہ کمپنیوں کی طرف سے لگائی گئی یہ شرط بھی رائج قرار دیتی ہے کہ اگر ان کا ایجنٹ تاجر کی طرف سے کسی شرط یا طے شدہ امور میں سے کسی چیز کی مخالفت پر کسی بل کی ادائیگی سے انکار کرے تو تاجر بینک سے رجوع کر سکتا ہے۔[11]

بعض حضرات نے کہا کہ یہ معاملہ تاجیل کے مقابلہ میں کچھ دینے کا ہے، یعنی بینک تاجر کو اس رقم کی فوری ادائیگی کرتا ہے جو اسے کچھ مدت بعد ملنی تھی اور خود تاجر سے اس مدت کے مقابلہ میں کمیشن لیتا ہے (جو جائز نہیں)۔ بعض حضرات نے کہا یہ کمیشن حرام ہے، کیوں کہ یہ بینک کا عمیل کی طرف سے ضمان قبول کرنے پر اجرت لینا ہے اور وہ ناجائز ہے۔

نقد رقم نکالنے پر فیس اور چارجز وصول کرنے کا حکم اس مسئلہ کے بارے میں معاصر علماء کی چار آراء ہیں:

1۔ پہلی رائے

نقد رقم نکالنے پر فیس وصول کرنا مطلقاً جائز ہے، خواہ نکالی گئی رقم کا کچھ فیصد ہو یا ایک مقرر رقم کی مقدار ہو، اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں ڈاکٹر عبد الستار ابو غدہ، ڈاکٹر محمد مختار سلامی اور ندوۃ البرکہ کا فتوی بھی جواز کا ہے۔[12]

وجہ جواز

یہ حضرات اس فیس کو ان خدمات کا عوض قرار دیتے ہیں جو بینک کارڈ ہولڈر حضرات کے لیے اپنی مشینوں کے ذریعے ہر جگہ رقم کی وصولی کو یقینی بنانے کے لیے اور مختلف مشینی خدمات کے علاوہ رقم کے حصول کے سلسلہ میں رابطہ کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

2-دوسری رائے

---

[11] ابو الخیر عارف محمود، کریڈٹ کارڈ کا تعارف اور فقہی جائزہ (کراچی: مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی 2015)، 42۔

[12] محمد ظفر الدین، خالد بنک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام، 231۔

نقد رقم نکالنے پر فیس لینا اس وقت جائز ہو گا جب وہ ایک مقرر رقم ہو اور کارڈ ہولڈر کو دی جانے والی خدمات کی نسبت سے ہو، ہاں البتہ اگر نکالی گئی رقم کا کچھ فیصدی حصہ ہو، یا کارڈ ہولڈر کو فراہم کی جانے والی حقیقی خدمات کے عوض سے بڑھ کر ہو تو وہ جائز نہیں، اخراجات اور اجرت کی تعیین ماہرین کریں گے۔ یہ رائے مشرکۃ الراجحي المصرفیۃ اور المراجعۃ للمؤسسات الاسلامیہ کی اختیار کردہ ہے۔

3-تیسری رائے

اس فیس کا لینا اس وقت جائز ہو گا جب یہ خدمات کے سلسلہ میں بالفعل پیش آنے والے اخراجات کی نسبت سے ایک مقرر مقدار کی رقم ہو۔ اس رائے کو اختیار کرنے والوں میں ڈاکٹر زیہ حماد، ڈاکٹر احمد بن علی المبارکی، عبد الرحمن الجی اور مجمع الفقہ الاسلامی شامل ہیں

4-چوتھی رائے

اس فیس کا لینا مطلقاً حرام ہے چاہے نکالی گئی رقم کا کچھ فیصدی حصہ ہو یا ایک مقرر مقدار کی رقم، خواہ خدمات کے سلسلہ میں بالفعل پیش آنے والے اخراجات کے بقدر کیوں نہ ہو۔ اس رائے کو اختیار کرنے والے حضرات میں ڈاکٹر عبد الوہاب ابو سلیمان اور ڈاکٹر محمد القری بن عید وغیرہ ہیں۔

- عدم جواز کی وجہ

ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ قرض کے فوائد میں سے ہے لہذا اس کا لینا حرام ہے۔

بعض حضرات نے ان فیسوں کو جواز فراہم کرنے کے لیے بینک کی طرف سے فراہم کی جانے والی خدمات کا عوض قرار دیا ہے حالاں کہ بینک تمام خدمات بالعوض فراہم کرتا ہے اسے جواز و عدم جواز سے بحث نہیں۔ بلکہ بینک تو صرف نفع کے حصول کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اس کے لیے مختلف عنوانات کو اختیار کرتا ہے۔ مجوزین کی بات کو اگر مان بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ معاملہ شبہ رہا ہے تو خالی نہیں اس لیے بھی ان فیسوں کا لینا جائز نہیں۔ (واللہ علم بالصواب)۔

فقہ اکیڈمی ہندوستان کے بہت سے رکن علمائے کرام نے بھی اس فیس کو سود قرار دے کر حرام ہونے کا حکم لگایا ہے۔[13]

کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت

کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت اسلامی فقہ میں مختلف آراء پر مبنی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق بہت سے علماء کے نزدیک کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت سے متعلق مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔

"بعض علماء کے مطابق کریڈٹ کارڈ کو قرض کی صورت میں سمجھا جاسکتا ہے اور اس کو استعمال کرنے پر جو زائد رقم ادا کرنی پڑتی ہے وہ سود ہے اور سود حرام ہے۔ وہ معتقد ہوتے ہیں کہ سود کے تمام اشکال سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کریڈٹ کارڈ ایک اسلامی تجارتی آلہ ہے جو معقول طریقے سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ وہ معتقد ہوتے ہیں کہ اگر کریڈٹ کارڈ کے استعمال میں ربا کے عنصر کو پوری طرح سے اجتناب کیا جائے یعنی مقررہ مدت کے اندر رقم کو واپس کر دیا جارکے تو جائز ہے۔"

اسلامی فقہ میں کریڈٹ کارڈ کے استعمال پر کچھ شرائط وارد کی جاتی ہیں:

ربا (فائدہ) کا اجتناب: کریڈٹ کارڈ کی بنیادی تشہیر ربا کے عناصر پر مشتمل ہوتی ہے، جو اسلامی شریعت کے تحت حرام ہے۔ لہذا، اسلامی فقہ کے مطابق کریڈٹ کارڈ کے استعمال پر غور کیا جاتا ہے۔

"بدلہ کے اصول: اسلامی فقہ کے مطابق، کریڈٹ کارڈ کی صورت میں بھی اگر بدلہ (فائدہ) کی منافع متوقع نہ ہو، تو وہ حلال ہو سکتی ہے۔ غریبانہ مدد: اگر کریڈٹ کارڈ کا استعمال کسی غریب کو مالی مدد فراہم کرنے کے لئے ہو جو اس کو ایسی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے اخراجات کے لئے دستیاب نہیں ہیں تو اسلامی فقہ کے تحت اس کا استعمال جائز ہو سکتا

[13] ابو الخیر عارف محمود، کریڈٹ کارڈ کا تعارف اور فقہی جائزہ، 183۔

ہے۔ قرض کے معاملات: اگر کریڈٹ کارڈ کا استعمال قرض کے معاملات میں ہو جہاں آپ واپس کرنے کی توانائی رکھتے ہوں، تو اس کا استعمال جائز ہو سکتا ہے۔[14]

مولانا زبیر احمد قاسمی

کریڈٹ کارڈ سے استفادہ کے لئے جب کارڈ ہولڈر کی کسی رقم کا بینک میں جمع ہونا ضروری نہیں تو اب جو بھی اور جس طرح بھی استفادہ ہو گا وہ محض بینک کے دیئے ہوئے اور بینک سے حاصل کردہ قرض ہی کی بنیاد پر ہو گا، تو اس سلسلے میں بینک جب بھی اور جس عنوان سے بھی زائد از قرض رقم کا مطالبہ کرے گا وہ بہر حال سود ہی کہلائے گا۔ سودی کاروبار سے احتراز کی جتنی تاکید آئی ہے وہ ہر خاص وعام کو معلوم ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ[15]

"اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ کسی ناشکرے گناہگار کو پسند نہیں کرتا"

پس کریڈٹ کارڈ سے دراصل استقراض بالربح والی صورت ہوتی، جس کی اجازت خاص شرائط و تفصیل کے ساتھ صرف اس کے محتاجوں کو ہی دی جاتی ہے، ہر کس وناکس کو علی الاطلاق اجازت نہیں۔ اس لئے کریڈٹ کارڈ کا حصول اور اس کی بنیاد پر کاروبار کرنا وغیرہ وغیرہ ہمارے خیال میں اس لائق نہیں کہ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے بلکہ اس کارڈ سے استفادہ کو مطلق ممنوع ہی کہا جائے "دعوا الربا والریبۃ" اور آکل ربا وموکل ربا وغیرہ سمجھوں کے ملعون ہونے کی جو وعید شدید ہے، اس کا تقاضہ یہی ہے۔ استقراض بالربح والی اجازت کو جس کے شرائط اپنی جگہ معلوم و مذکور ہیں بنیاد بنا کر اس کریڈٹ کارڈ کے حصول اور اس سے استفادہ کو جائز نہیں کہا جا سکتا۔

- مفتی محبوب علی وجیہی

---

[14] محمد ظفر الدین، خالد بنک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام (سہارنپور: کتب خانہ نعیمیہ، 2007ء)، 123

[15] البقرہ(2):276۔

اس کارڈ کے استعمال میں کی کوئی رقم بینک میں نہیں ہوتی وہ صرف اس کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ یہ آ بینک میں اپنی رقم جمع کرتا رہتا ہے اور بینک اس سے اپنا قرض وصول کرتا رہتا ہے۔ اور اگر پہلے سے رقم جمع ہے تو وہ استعمال کے بقدر اس میں سے کم ہوتی رہتی ہے اگر جمع شدہ رقم ختم ہو جائے تو کارڈ کے مالک پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ اس صورت میں ہی کارڈ استعمال کر کے اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ یہ شکل ہی قرض کی ہے، نقد رقم نکالنے یا کسی کھاتہ میں رقم منتقل کرنے کی صورت میں ایک رقم علاحدہ سے ادا کرنی پڑتی ہے، تو یہ شریعت کی اصطلاح میں سود ہے۔ پھر کارڈ کے ذریعہ سے خریداری کے سلسلہ میں اگر اس کی جمع شدہ رقم کم ہے تو بقیہ رقم پندرہ دن کے اندر ادا کرنا ہوگی، اگر پندرہ دن کے اندر جمع نہیں کی تو یومیہ شرح کے حساب سے مزید رقم دینا ہوگی یہ سود ہوگا۔ ان وجوہات کی بناپر جن صورتوں میں سود کی آمیزش ہے وہ صورتیں ناجائز ہیں باقی جائز ہیں ردالمحتار میں ہے:

"إذا كان مشروطا صار قرضا فيه منفعة وهو ربا وإلا فلا بأس به "[16]

"اگر مشروط ہو تو قرض ہو جاتا ہے جس میں نفع ہے اور سود ہے، ورنہ اس میں کوئی حرج نہیں۔"

- مفتی حبیب اللہ قاسمی

"چونکہ کریڈٹ کارڈ کے نظام کے ذریعہ کمپنی جو پالیسی چلاتی ہے اس میں رہا اور قمار دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں اور جو چیز کسی حرام اور ناجائز چیز کا سبب بنے وہ بھی حرام ہے، بنابریں کریڈٹ کارڈ کی خرید، اس کے بنوانے کی فیس اور اس کی تجدید بھی ناجائز ہوگی۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ کاروبار کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک نے جو رقم خرید کردہ اشیاء کی قیمت کے طور پر ادا کیا ہے یا بطور قرض کے کسی کو یہ رقم ویا راہی سے فرس کے وقت اس سے زائد رقم کی شرط لگانا ناجائز ہے اور یہ زائد رقم سود ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے جو کسی نفع پر مشتمل ہوا اور اس سے قرض خواہ کی کوئی امید وابستہ ہو۔"

---

[16] علامہ محمد امین، ردالمختار (کراچی: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2012ء) 242/4۔

" لا يحل الجمع بين السلف والبيع، ولو كان البيع دون محاباة في الثمن؛ لحديث عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا يَحل سَلَفٌ وبيعٌ "[17]

"پیشگی اور فروخت کو یکجا کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ فروخت قیمت میں کسی قسم کی طرفداری کے بغیر ہو۔ عمرو بن شعیب کی حدیث اپنے والد کی سند سے اپنے دادا سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی پیشگی یا خرید و فروخت جائز نہیں بینک خواہ کوئی مدت متعین کرے یا نہ کرے مثلاً اتنی مدت میں قرض ادا نہ کیا تو یہ قرض سے زائد رقم دینی پڑے گی ورنہ نہیں، بہر صورت جب بھی قرض کے ساتھ نفع بلا عوض دیا جائے گا یہ حرام ہو گا۔ خلاصہ کلام یہ کہ بینک سے جو کریڈٹ کارڈ جاری کیا گیا ہے اس کا خریدنا اور اس کے ذریعہ بینک سے نفع اٹھانا جائز نہیں، اس لئے کہ قرض سے زائد رقم کی شرط ناجائز ہے اور یہ رقم رہا اور سود ہے اور سود کی حرمت کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً- وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[18]

"اے ایمان والو! دُگنا دَر دُگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں کامیابی مل جائے"

نیز سود کے متعلق آپ ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

" عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الرِّبَا وَمُوَكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ "[19]

"جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی، اور فرمایا: "(گناہ میں) وہ سب برابر ہیں۔"

نصوص اور تصریحات فقہاء سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی، لیکن عصر حاضر میں دیگر مسائل کی طرح کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ بھی اجتماعی غور و فکر کا متقاضی ہے، لہذا انفرادی رائے کے بجائے اجتماعی آراء کو فیصلہ کی

---

[17] ابو سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد (لاہور: ضیاء القران پبلیکیشنز، 2012ء) رقم الحدیث:3504۔

[18] آل عمران(3):130۔

[19] ابوزید، بکر بن عبد اللہ، بطاقته الائتمان (سعودیه: اداره اسلامیه، 1885ء)،43۔

بنیاد بنایا جائے تو بہتر ہو گا۔ ممکن ہے "الضرورات تبیح المحظورات اور لولاہ لتضرر" جیسے اصول عموم بلوی کی راہ ہموار کر دے، اس لئے ان جیسے اصول کو بھی ملحوظ رکھنا ہو گا۔

- مفتی جمیل احمد نذیری

"بہت کی خدمات ایسی ہوتی ہیں جن سے فائدہ اٹھائے بغیر کاروبار کا چلنا، تجارت کا چلنا بہت دشوار ہے۔ لیکن رقموں کے حفاظت کا مسئلہ ہے اور ہمارے مدارس اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ بینکوں میں اپنی رقم کو محفوظ کریں۔ اگر کوئی کاروبار مسلمان شروع کرے تو حکومت کا قانون موجود ہے کہ اس کو ڈپازٹ بینک میں جمع کرنا ہوتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ کا رواج بڑے شہروں میں بہت بڑھتا جارہا ہے۔"

"کریڈٹ کارڈ بنوانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ سودی معاملہ براہ راست جڑا ہوا ہے۔ اس کارڈ کے تحت جو نقد رقم نکالی گئی ہو یا ادا کی گئی یا جو سامان خریدا گیا ہو، ہر ایک میں کسی نہ کسی طور پر مزید رقم ادا کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، جو ظاہر ہے کہ شرعاً ربا اور سود ہے۔ گویا یہ کارڈ سودی معاملہ میں ملوث ہونے کا براہ راست ذریعہ ہے۔ لہذا ایسا کارڈ بنوانا جائز نہیں اور ایسا کارڈ بنوانے کی اجرت و فیس دینا بھی جائز نہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کارڈ کے ذریعہ وہ تینوں کام بھی انجام پاتے ہیں جن کے لئے ڈیبٹ کارڈ استعمال کیا جاتا ہے تو یہ وجہ بھی اس کارڈ کے بنوانے کو جائز نہیں کر سکتی۔ اس کارڈ کے ذریعے حاصل کردہ رقم کے ساتھ جو مزید رقم ادا کرنی ہوتی ہے وہ شرعاً سود ہے۔ کیونکہ اس مزید رقم کی ادائیگی معاملہ کرنے کے ساتھ ہی مشروط ہے۔"

معاملہ میں چونکہ یہ بات شامل ہوتی ہے کہ مقررہ مدت پر ادا نہ کرنے پر اصل رقم سے زائد رقم ادا کرنی ہو گی لہذا یہ معاملہ سودی معاملہ ہوا خواہ مزید رقم دینی پڑے یا نہ دینی پڑے بہر حال یہ شکل بھی جائز نہیں۔[20]

- مفتی محمد نعمت اللہ قاسمی

---

[20] وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی کراچی: دارالاشاعت، 2015م) 3470/4۔

" کے درمیان دو طرح کی رائیں آئی ہیں: پہلی رائے یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک سے نقد رقم نکالنے یا دوسرے کے کھاتہ میں منتقل کرنے پر اصل رقم سے زائد رقم دینا جائز نہیں ہے۔ ان حضرات کے دلائل یہ ہیں کہ یہ اضافی رقم جو بینک کو دی جارہی ہے، اس کی حیثیت حدیث: کل قرض جر نفعاً فھو حرام "کی رو سے سود کی ہے، جو حرام قطعی ہے، اس لئے کہ اس معاملہ میں بینک مقرض اور کارڈ ہولڈر مقروض ہے۔ مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی اصل رقم سے زائد رقم کو سود ور باماننے ہوئے واپسی پر اس کی شرط لگانے بلکہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ معاملہ کرنے اور اس سے نفع اٹھانے ہی کو ناجائز قرار دیتے ہیں، اس کے لئے انہوں نے بطور دلیل مندرجہ ذیل عبارت پیش کی ہے۔"

نهى النبي له عن سلف وبيع، مثل أن يقرض شخص غيره ألف درهم على أن يبيعه داره أو على أن يرد عليه أجود منه أو أكثر والزيادة حرام إذا كانت مشروطة أو متعارفاً عليها في القرض ، لأن كل قرض جر نفعاً فهو ربا۔[21]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیشگی اور خرید و فروخت سے منع فرمایا جیسے کہ ایک ہزار درہم کسی دوسرے کو قرض دینا اس شرط پر کہ وہ اپنا گھر اس کو بیچ دے یا اس شرط پر کہ وہ اس سے بہتر یا اس سے زیادہ اسے واپس کرے اور اضافہ حرام ہے۔ قرض میں مشروط یا رواج ہے، کیونکہ ہر وہ قرض جو فائدہ پہنچاتا ہے سود ہے۔

نیز سود کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا، وموكله، وكاتبَه، وشاهدَيه"[22]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، سود دینے والے، لکھنے والے اور دو گواہوں پر لعنت فرمائی ہے"

"کریڈٹ کارڈ کے استعمال وعدم استعمال کا مسئلہ عصر حاضر کے مسائل میں سے ایک ہے۔ جس پر اجتماعی غور وفکر کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: نصوص و تصریحات فقہاء سے جو بات معلوم ہوتی ہے عصر حاضر میں دیگر مسائل کی طرح کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ بھی اجتماعی غور و فکر کا متقاضی ہے۔ لہذا انفرادی رائے کے بجائے اجتماعی آراء کو فیصلہ کی

---

[21] اعجاز احمد، اسلامی و سودی بینکاری (کراچی: ادارہ اسلامیات، 2006،)، 175۔

[22] محمد ظفر الدین، خالد بنک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام، 134۔

بنیاد بنایا جائے تو بہتر ہو گا۔ ممکن ہے "الضرورات تبیح المحظورات اور لولا لتضرر" جیسے اصول عموم بلوی کی راہ ہموار کر دیں، اس لئے ان جیسے اصول کو بھی ملحوظ رکھنا ہو گا۔"

"مفتی محمد نعمت اللہ قاسمی اصل رقم کے ساتھ ادا کی جانے والی اضافی رقم کو سود مانتے ہوئے لکھتے ہیں: سودی قرض اضطرار کے بغیر لینا جائز نہیں ہے، خواہ وہ نفس کا اضطرار ہو یا مال کا یا عزت و آبرو کا، اضطرار سے کم درجہ کی مجبوری میں خواہ اس کا نام ضرورت رکھیں یا حاجت، محرمات شرعیہ قطعیہ کے ارتکاب کی اجازت نہیں ہو گی۔[23]

- مولانا سلطان احمد اصلاحی

اصل رقم کی واپسی میں ہونے والی تاخیر کے عوض مزید رقم کی ادائیگی جائز نہیں ہو گی، نیز اگرچہ متعینہ مدت پر اصل رقم ادا کر دینے سے یہ زائد رقم لازم نہیں ہوتی لیکن چونکہ معاملہ میں یہ بات طے رہتی ہے جو فاسد شرط ہے اس لئے یہ معاملہ بھی فاسد ہو گا۔ ان حضرات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1- یہ زیادتی اور اضافہ صراحت سود ہے۔

2- تاخیر کی صورت میں عائد کردہ جرمانہ ربا النسیہ ہے۔

3- وہ اضافہ وقت کے عوض ہے اور وقت وصف ہے۔

4- وہ اضافہ بلا عوض ہونے کی وجہ سے سود ہو گا۔ چونکہ مقررہ مدت کے اندر اندر رقم ادا کر دینے سے مزید رقم نہیں دینی پڑتی ہے اس لئے کراہت کے ساتھ اس کے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔

تاہم بعض ملکوں میں اس کا چلن اتنا عام ہو گیا ہے کہ عموم بلوی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس لئے راقم کی رائے ہے کہ بنیادی طور سے کریڈٹ کارڈ کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اسے مکروہ قرار دیا جائے اور اگر کوئی بنا لے تو اصل رقم مقررہ وقت کے اندر ادا کر دے۔ مولانا سلطان احمد اصلاحی کے نزدیک اس اضافی رقم کی حیثیت مدارس، اسکول و کالج اور

---

[23] امام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البیوع باب ماجاء في اکل الربا (لاہور: خالد احسان پبلشر، 2014ء)رقم الحدیث :4039۔

دوسرے دفاتر میں رائج لیٹ فیس کی ہے، جسے عرف عام میں جائز تسلیم کر لیا گیا ہے، لہذا انہی پر قیاس کر کے مسئلہ زیر نظر میں کریڈٹ کارڈ میں وقت گذر جانے کی صورت میں لی گئی رقم پر اضافی رقم ادا کی جاسکتی ہے۔[24]

- مولانا امتیاز احمد قاسمی

کریڈٹ کارڈ سے متعلق تین طرح کی رائیں پائی جاتی ہیں: پہلی رائے یہ ہے کہ اس کارڈ کو حاصل کرنے، اس کو استعمال کرنے اور بعد میں اس کی تجدید پر دی جانے والی فیس محنت، سہولت، خدمت، اجرت عمل ہے اور کفالت پر آنے والے اخراجات کا عوض ہے جو شرعاً جائز ہے، اس رائے کے حامل مولانا بدر احمد میمی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا ابرار خان ندوی، مفتی محمد نعمت اللہ قاسمی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا محی الدین غازی، مولانا نیاز احمد عبد الحمید مدنی، مولانا ابو العاص وحیدی، مفتی ثناء الہدی قاسمی، ڈاکٹر وہبہ زحیلی، عبد المجید محمد سوسوہ، پروفیسر صدیق محمد امین الضریر اور مفتی عبد الرحیم قاسمی وغیرہ ہیں۔ مفتی عبد الرحیم قاسمی نے اس کی دلیل دیتے ہوئے مولانا تقی عثمانی صاحب کی اس تحریر کو پیش کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ کفیل کے لئے نفس کفالت پر اجرت لینا جائز نہیں ہے لیکن اگر کفیل (بینک) کو اس کفالت پر کچھ دفتری امور انجام دینے پڑے اور اس پر کچھ اخراجات بھی آئے تو بینک کے لئے ملکول لہ سے ان تمام امور کی انجام دہی پر اجرت مثل کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے حاصل کرنے، اس کے استعمال کرنے اور تجدید کرانے پر جو فیس دی جاتی ہے وہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ انجام پانے والا معاملہ سودی ہوتا ہے جو حرام ہے، اس لئے کارڈ بنوانے، اس کی تجدید کرانے کے لئے ادا کی جانے والی فیس وغیرہ بھی حرام ہوگی۔[25]

---

[24] ابوالخیر عارف محمود، کریڈٹ کارڈ کا تعارف اور فقہی جائزہ، 73۔

[25] ابوزيد بكر بن عبد الله ، بطاقته الائتمان، 234۔

نتائج بحث

کریڈٹ کارڈ پلاسٹک کا بنا ہوا مستطیل ٹکڑا جس پر حامل کا نام، تاریخ اور ختم ہونے کی تاریخ، کارڈ کا مخصوص نمبر وغیرہ جلی حروف میں لکھتے ہوتے ہیں۔ کارڈ کی عالمی کمپنی اور بنک کی مخصوص علامت واضح طور پر پرنٹ ہوئی ہوتی ہے۔ کریڈٹ کارڈ ہماری روزمرہ کی خریداریوں اور معاملات کو اسان بنانے کا ایک اہم ذریعہ ہے یہ کارڈ بینک یا مالی ادارے کی طرف سے دیا جاتا ہے اور اپ کو خریداری کے لیے اگاہ کرتا ہے جبکہ اپ کو معمولی مدت کے لیے قرضہ بھی فراہم کرتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ کی پانچ اقسام سکور کارڈ، گولڈن گارڈ، پلاسٹک کارڈ، گولڈ کارڈ، کو برانڈیڈ کارڈ ہیں ۔عام سطح پر کمپنیاں براہ راست یا بینکوں کے واسطے سے مختلف نوعیت کے کریڈٹ کارڈ جاری کرتی ہیں ان کمپنیوں میں ویزا انٹرنیشنل، امریکن ایکسپریس اور ماسٹر کارڈ وغیرہ شامل ہیں۔

کریڈٹ کارڈ کے فقہی احکام میں مختلف فقہی مذاہب کے متعلق اختلافات سامنے آتے ہیں۔اسی طرح بینک کا تاجروں سے کمیشن لینے کے شرعی حکم کے بارے میں بھی علماء کی مختلف آراء ہیں۔پہلی رائے کے مطابق بینک کا تاجروں سے کمیشن لینا جائز ہے کیونکہ یہ کمیشن ان خدمات کے بدلے میں ہے جو بینک فراہم کرتا ہے مثلاً تاجر کے نام کا اعلان کرنا کہ وہ بطاقہ قبول کرتا ہے، اس کے ٹیلی فون پر رابطہ کرنا اور کارڈ چیک کرنے والی مشین کی فراہمی اور اس کے ساتھ رابطہ وغیرہ پر آنے والے مصارف کا تحمل کرتا ہے۔ دوسری رائے کے مطابق بینک کا تاجروں سے کمیشن لینا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہ معاملہ بڑی حد تک بل اف ایکسچینج کے ڈسکاؤنٹ کے مشابہ ہے اس لیے کہ تاجر کارڈ جاری کرندہ بینک کو کارڈ ہولڈر کے دستخط شدہ بل دے دیتا ہے اور یہ بمنزلہ دین کے چیک کے ہے اور بینک تاجر کو لکھی ہوئی رقم کے مقدار سے کچھ کم رقم تقریباً (ایک سے آٹھ فیصد تک) ادا کرتا ہے اور یہ غیر مدیون کو حقیقی وقت سے کم پر دین کی فروختگی کی قبل سے ہے اور وہ ربا یعنی سود ہے جو شرعاً جائز نہیں۔